

رحمتوں اور برکتوں کا موسم بہار!



الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو جسم اور روح دو چیزوں کا مرکب بنایا اور ہر ایک کی حیات و دوام کے لیے اس کے مناسب رزق اور غذا کا انتظام کیا۔ روح آسمان سے آئی، اس کی بقا، صحت، آبیاری اور تروتازگی کا سامان بھی اوپر سے آیا۔ جسم مٹی سے بنایا گیا، اس کی حفاظت، بود و باش، خوراک اور علاج کی تمام تر سہولیات اسی زمین میں ودیعت رکھی گئیں۔ دونوں کی مناسب دیکھ بھال، نشوونما اور حفاظت ہر انسان پر لازم اور ضروری ہے۔

جسم مٹی سے بنا ہے، اس نے ایک دن مٹی ہونا ہے۔ روح امر ربی ہے، اس نے ایک دن اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے۔ روح کے طاقت ور ہونے سے جسم بھی طاقت پکڑتا اور محفوظ ہوتا ہے، لیکن جسم کے طاقت ور اور قوی ہونے سے روح کبھی طاقت ور اور مضبوط نہیں ہوتی۔

اس دنیا میں ہمارا جسم غالب اور روح مغلوب نظر آتی ہے، لیکن آخرت میں روح غالب اور جسم مغلوب ہوگا۔ ایک مسلمان، مومن، فرماں بردار، صادق، صابر، اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنے والا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے والا، روزہ دار، عفت مآب اور اپنے رب کو یاد رکھنے والا وہ اس پر ایمان رکھتا ہے کہ یہ دنیا عارضی اور کھیل تماشا ہے، اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ جو وہاں کامیاب ہوا، وہ حقیقی کامیاب ہے اور جو وہاں ناکام ہوا، وہی حقیقت میں ناکام و نامراد ہے۔

انسان کو ناکام و نامراد کرنے کے لیے ایک طرف شیاطین اور اس کے آلہ کار ہمہ وقت اور ہمہ

متقی وہ لوگ ہیں جو خوش حالی اور سنگدستی دونوں حالتوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ (قرآن کریم)

جہت مصروف عمل اور کامرانی میں ہیں۔

شیطان نے حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے راندہ درگاہ کیا تو اس نے کہا تھا:

”لَا فَعْدَنَ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ نُمَّ لَا تَبِيْنُهُمْ مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ“
(الاعراف: ۱۶، ۱۷)

”میں بھی ضرور بیٹھوں گا ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر، پھر ان پر آؤں گا ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے اور نہ پائے گا تو اکثروں کو ان میں شکر گزار۔“
اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ راہ ہدایت اور صراطِ مستقیم کی طلب اور استقامت کا حکم دیا ہے:

”إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ (الفاتحہ: ۶، ۷)

”بتلا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا۔“

اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو متنبہ اور خبردار کیا کہ:

”إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ“
(الفاطر: ۶)

”تحقیق شیطاں تمہارا دشمن ہے، سو تم بھی سمجھ رکھو اس کو دشمن، وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسی واسطے کہ ہوں دوزخ والوں میں۔“

انسان کو ورغلانے اور پھسلانے کے لیے شیطان کا ایک موثر ہتھیار اور اسلحہ دنیا کی رنگینی دکھانا اور آخرت کے متعلق غفلت میں ڈالنا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ الْغُرُورُ“ (فاطر: ۵)

”اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے، سو نہ بہکائے تم کو دنیا کی زندگی اور نہ دغا دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغا باز۔“

اس شیطانی تاثر کی وجہ سے دنیا کی حقیقت اور بے ثباتی ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے، دلوں پر غفلت چھا جاتی ہے، صحیح اور غلط کا امتیاز مٹ جاتا ہے، ایمان کمزور ہو جاتا ہے، اعمالِ صالحہ کا جذبہ سرد پڑ جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے غفلت کو دور کرنے کے لیے بندوں کے ضعفِ ایمان اور ناکارہ اعمال کو از سر نو توی اور کامل بنانے کے لیے رمضان المبارک کے چند گنتی کے دن عطا فرمائے، تاکہ انسان متقی اور فلاح یاب ہو جائے، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

کوئی چیز بھی خرچ کرو، اللہ اس کو جانتا ہے۔ (قرآن کریم)

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ“
(البقرة: ۱۸۳، ۱۸۴)

”اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ، جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر، تاکہ تم پر ہیزگار ہو جاؤ، چند روز ہیں گنتی کے۔“

یعنی روزہ کا مقصود اصلی تقویٰ کا حصول ہے، جس کے سبب اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوتا ہے اور سب مادی و طاغوتی طاقتیں حق تعالیٰ کے سامنے پاش پاش ہو جاتی ہیں، تقویٰ کی وجہ سے ہر قسم کی فلاح بندہ کو نصیب ہوتی ہے۔ جس کے دل میں تقویٰ ہے، اس کے اوپر کسی کا تسلط نہیں چلتا، نہ نفس کا، نہ شیطان کا، نہ باغیوں کا۔ تقویٰ مؤمن کے لیے ڈھال ہے۔ عبادت کا خاصہ یہ ہے کہ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ انسان کا رشتہ جوڑتی ہے، اس کے ساتھ ایک تعلق قائم کرتی ہے، جس کے نتیجے میں انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ قوت و طاقت کی اصل روح تعلق مع اللہ ہی ہے، جس کا تعلق رب العالمین اور احکم الحاکمین سے مضبوط ہو اس کی طاقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اس تعلق اور نسبت کو پیدا کرنے اور بڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ظاہری اور باطنی تمام احکامات پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنا ہے، جن میں سے ایک ذریعہ روزہ بھی ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”الصوم لی وأنا اجزی بہ“... ”روزہ میرے لیے ہے اور اس کا اجر اور جزاء میں خود دوں گا۔“ محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ لکھتے ہیں:

”اس زمانہ کے نو تعلیم یافتہ لوگ کہتے ہیں کہ دین کو ظاہری ترقی سے کیا تعلق ہے؟! گویا بالفاظ دیگر دین کی پابندی کو دنیاوی ترقیات میں حائل سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کی اس بے سرو پا بات پر مجھ کو یہ واقعہ یاد آ جاتا ہے کہ: ”ایک طبیب نے بادشاہ کو امراضِ چشم کے لیے کفِ پا میں مہندی لگانے کو بتایا، اس پر خواجہ سرا صاحب سے صبر نہ ہو سکا اور ناقدانہ انداز میں بولے کہ: جناب حکیم صاحب! کفِ پا اور چشم میں کیا تعلق ہے؟ طبیب نے فوراً منہ توڑ جواب دیا کہ: کفِ پا اور چشم میں وہی تعلق ہے جو خصیتین اور داڑھی میں ہے، یعنی یہ تو تجھے بھی تسلیم بلکہ مشاہدہ ہے کہ اگر کھیسے نکال دیئے جائیں تو داڑھی نہیں نکلتی ہے اور اس تعلق کو تو کھلی آنکھوں اپنی ہی ذات میں دیکھ رہا ہے تو کفِ پا و چشم کے تعلق پر کیوں اعتراض و تعجب ہے؟! تو جیسے خواجہ سرا صاحب کی سمجھ میں کفِ پا و چشم کا تعلق نہیں آیا تھا، ایسے ہی ہمارے جدید تعلیم یافتہ نوجوان کی سمجھ میں دین اور ترقی کا تعلق سمجھ میں نہیں آتا، حالانکہ یہ تعلق اس تعلق سے بہت زیادہ ظاہر ہے۔ صدیوں تک مسلمانوں نے ہی نہیں بلکہ کفار نے بھی

قابل رشک ہے وہ جسے مال دیا گیا ہو اور مال کو مناسب طریقہ پر خرچ کرنے کی توفیق بھی عطا ہوئی ہو۔ (حضرت محمد ﷺ)

مشاہدہ کیا ہے کہ دین کی پابندی نے مسلمانوں پر ہر قسم کی ترقیات کے دروازے کھول دیئے ہیں، اور مسلمانوں نے (جب سے) دین کی پابندی چھوڑنا شروع کر دی ادھر ترقی نے مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔“ (بصائر و عبر، ج: ۲، ص: ۴۳۴، ۴۳۵)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ویسے تو دنیا و آخرت کی صلاح و فلاح کے لیے ہمیں چند فرائض و حقوق واجبہ کا مکلف بنایا ہے، مگر اس ماہ مبارک میں چند نوافل و مستحبات کے اضافہ کے ساتھ ہمیں زیادہ سے زیادہ حلاوتِ ایمانی، اعمال کی پاکیزگی اور اپنی حصولِ رضا کا موقع عطا فرمایا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے اُمتِ محمدیہ (ﷺ) پر اس لیے یہ احسان و انعام فرمایا کہ ان کے محبوب ﷺ اپنی امت کے فائز المرام ہونے پر خوش ہو جائیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس اعلان کا مصداق بنیں کہ:

”وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ“

”اور آگے دے گا تجھ کو تیرا رب، پھر تو راضی ہوگا۔“

اس لیے ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اس ماہ مبارک کے تمام لمحات ایسے گزاریں جو اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ ہیں، یعنی اس بات کا اہتمام کہ اعمالِ صالحہ کی کثرت کریں گے اور اس بات کی احتیاط کہ تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے بچیں گے۔ حضور اکرم ﷺ رجب کا چاند دیکھتے ہی ماہِ رمضان کی طلب اور تمنا میں لگ جاتے تھے، جیسا کہ آپ ﷺ کی ایک دعا ہے:

”اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلْغْنَا رَمَضَانَ“

ترجمہ: ”اے اللہ! ہمیں رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا دیجیے۔“

آپ ﷺ شعبان المعظم میں کثرت سے روزے رکھتے تھے، پھر آپ ﷺ نے شعبان المعظم کے آخری دنوں میں رمضان کے متعلق ایک تفصیلی خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں رمضان کی فضیلت، اہمیت کے ساتھ ساتھ چند اہم کاموں اور باتوں کا حکم دیا، فرمایا کہ: عظمت اور برکت والا مہینہ آ رہا ہے، جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس ماہ میں ایک نفل فرض کے برابر اور ایک فرض ستر فرائض کے برابر ہے۔ یہ صبر کا مہینہ اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور خیر خواہی کا مہینہ ہے۔ اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ روزہ افطار کرانے کا اجر و ثواب، گناہوں کی بخشش اور جہنم سے آزادی اور روزہ دار کے برابر روزہ افطار کرانے والے کو ثواب کی صورت میں ملتا ہے۔ اس ماہ کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت، تیسرا جہنم سے آزادی کا ہے۔ رمضان المبارک میں ملازم سے کام ہلکا لینے

اگر کوئی عورت مر جائے اس حال میں کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (حضرت محمد ﷺ)

کی سفارش فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے رمضان میں چار کام کرنے کا حکم فرمایا ہے: ۱۔ ”لا إله إلا الله“ کی کثرت، ۲۔ استغفار کی کثرت، ۳۔ جنت کا سوال، ۴۔ جہنم سے پناہ۔

رمضان شریف میں دو عبادتیں سب سے بڑی ہیں: ۱۔ کثرت سے نمازیں پڑھنا، اس میں تراویح کی نماز بھی شامل ہے، اس کے علاوہ تہجد، اشراق، چاشت اور اوایین کا خاص طور پر اہتمام ہونا چاہیے، حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہ فرماتے تھے کہ: یہ تراویح بڑی عجیب چیز ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو روزانہ عام دنوں کے مقابلہ میں زیادہ مقامات قرب عطا فرمائے ہیں، اس لیے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں، جن میں چالیس سجدے کیے جاتے ہیں اور ہر سجدہ میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا اعلیٰ ترین مقام ہے کہ اس سے زیادہ اعلیٰ کوئی اور مقام نہیں ہو سکتا۔

۲۔ اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت کی کثرت کرنا چاہیے اور یہ تلاوت قرآن کئی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ جب ایک آدمی دل میں عقیدت، عظمت و محبت اور یہ خیال کر کے تلاوت کرتا ہے کہ اللہ پاک سے ہم کلامی کی سعادت حاصل ہو رہی ہے تو یہ دل کی عبادت ہے۔ زبان بھی تکلم کرتی ہے، یہ زبان کی عبادت ہے۔ کان سنتے جاتے ہیں، اور آنکھیں کلام الہی کی عبارت کے نقوش کی زیارت کرتی ہیں۔ تو گویا تلاوت کے وقت کئی اعضاء شریک ہوتے ہیں اور ان تمام اعضاء کو عبادت میں جداگانہ ثواب ملتا ہے، ان اعضاء کا اس سے زیادہ اور کیا صحیح مصرف ہو سکتا ہے اور یہ سعادتیں ہی نہیں، بلکہ ان میں تجلیات الہی مضمحل ہیں۔ نور حاصل ہوتا ہے اور نور کے معنی روشنی کے نہیں، بلکہ طمانیتِ قلب اور اللہ تعالیٰ کے قرب و رضا کے ہیں۔

جب تلاوت سے نکان ہونے لگے تو قرآن کریم بند کر دیں اور پھر چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کلمہ طیبہ کا ورد رکھیں، دس پندرہ مرتبہ ”لا إله إلا الله“، تو ایک بار ”محمد رسول الله“ پڑھتے رہیں۔ ان متبرک ایام میں اگر ذکر اللہ کی عادت ہو گئی تو پھر ان شاء اللہ! ہمیشہ اس میں آسانی ہوگی۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ پر درود شریف کی بھی کثرت رکھیں، جن کی بدولت ہمیں یہ سب دین و دنیا کی نعمتیں مل رہی ہیں۔ استغفار کی کثرت کریں، یعنی اللہ تعالیٰ کی طاعات و عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت گزاریں۔ اس طرح ایک مومن روزے دار کی ساری ساعتیں عبادت میں شام کی جائیں گی۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہ کا ملفوظ ہے کہ اگر توفیق و فرصت مل جائے تو بڑے کام کی بات بتا رہا ہوں، تجربہ کی بنا پر کہہ رہا ہوں کہ نماز عصر کے بعد مسجد میں بیٹھے رہیں اور اعتکاف کی نیت کر لیں، قرآن کریم پڑھیں، تسبیحات پڑھیں اور غروب آفتاب سے پہلے ”سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم“ اور کلمہ ”تمجید سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر“ پڑھتے

میری امت کے لیے اللہ نے مالِ نِعمت کو حلال کیا ہے۔ (حضرت محمد ﷺ)

رہیں اور قریب روزہ کھولنے کے خوب اللہ پاک سے مناجات کریں اور اپنے حالات و معاملات پیش کریں، دنیا کی دعائیں مانگیں۔ اس ماہ مبارک میں ہر نیک عمل کا ستر گنا ثواب ملتا ہے، چنانچہ جہاں عبادات وغیرہ ہیں وہاں اس ماہ مبارک میں صدقہ و خیرات اپنی حیثیت کے مطابق خوب کرنا چاہیے، اپنی حیثیت کے مطابق جس قدر ممکن ہو یہ سعادت بھی حاصل کریں۔

اسی طرح اپنے مرحوم اعزہ و آباء و اجداد اور احباب کے لیے ایصالِ ثواب کرنا بھی بڑے ثواب کا کام اور بہترین صدقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے بعد والدین کے حقوق ہم پر واجب فرمائے ہیں، انہوں نے ہمیں پالا، ہماری پرورش کی، دعائیں کیں، راحت پہنچائی، ان کا بہت بڑا حق ہے، کیونکہ والدین کو اللہ تعالیٰ نے مظہرِ ربوبیت بنایا ہے، اس عملِ خیر کا ثواب ہمیں بھی اتنا ہی ملے گا جتنا ہم انہیں ہدیہ کر رہے ہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ ملے گا، کیونکہ یہ ہمارا ایثار ہے اور اس کا بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

اس رمضان المبارک میں ہمیں اس بات کی طرف بھی غور کرنا ہے کہ میں نے اپنا ایمان اور اسلام ٹھیک کرنا ہے۔ ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ہمارے ایمان کا، ہمارے دین کا، ہمارے اسلام کا، ہمارے رب اور ہمارے نبی ﷺ کا ہم سے کیا مطالبہ ہے؟! ہم مسلمان ہیں تو کس صورت میں؟! اور مومن ہیں تو کیسے مومن ہیں؟! اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کیا بتایا ہے؟! اس کی کیا تشریح کی ہے کہ ایمان والے کون ہوتے ہیں اور مسلم کیسے ہوتے ہیں؟! ورنہ دنیا اور آخرت کے بڑے خسارے میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ آج ہم اپنی خواہشات کے بندے بنے ہوئے ہیں، نہ قرآن کو دیکھتے ہیں، نہ اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات کا خیال ہے۔ سب کے سب شعورِ ایمانی اور شعائرِ اسلام سے بے گانہ ہوئے جا رہے ہیں۔ بھائی! آخرت کا معاملہ بڑا سنگین ہے، جہالت میں پڑ کر مطمئن نہیں رہنا چاہیے۔

اب جائزہ لیجئے کہ دین کے ہر شعبے میں ہم کس قدر فرائض و واجبات ادا کر رہے ہیں اور کس قدر گناہوں سے بچ رہے ہیں۔ دین کے پانچ اجزاء ہیں: عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاقیات۔ انہیں پانچ شعبوں سے متعلق احکاماتِ الہیہ کا نام دین ہے، جس پر ہم سب کو عمل کرنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے انتہا فضل و کرم ہے کہ ہمیں نبی رحمت ﷺ کے توسل سے رمضان المبارک کی صورت میں وہ دولت گراں قدر حاصل ہے کہ عالم امکان میں کسی اُمت کو حاصل نہیں۔ اس لیے ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے اور اس کی تمام ساعات اور لمحات کو قیمتی بنانا چاہیے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

